www.emarsiya.com

بسوز غم شب عاشورہ جب گزرنے لگی

خلیل بریلوی

www.emarsiya.com

زمیں پہ سجدہ ، خالق میں تھے جو شاہ غیور
کیا لعینوں نے تیروں سے جسم پاک کو چور
مگر نہ فکر تھی کچھ اس کی، تھے بہ دل مسرور
تھیں آنکھیں جام شہادت کو دیکھ کر مخمور
شہید ناز جو محو جمال باری تھا
زباں پہ اشہد ان لا الہ جاری تھا

www.emarsiya.com

ایک

بسوز غم شب عاشورہ جب گذرنے لگی
تو صبح قتل گریباں کو چاک کرنے لگی
ردائے نور سر دوش چرخ دھرنے لگی
رواں نسیم ہوئی آہ سرد بھرنے لگی
کرن نے دانۂ شبنم اڑانے سبزوں سے
گہر کو چننے لگا آفتاب پلکوں سے

www.emarsiya.com

دو

لئے پیام شہادت جب آئی باد سحر
خزاں نے لوٹ مچادی بہار گلشن پر
بہ یاس مہر امامت کی سمت کرکے نظر
چلا کنارہ، گردوں سے خسرو خاور
عیاں شفق کی ہے سرخی خط شعائی میں
ہتھیلی نور کی تھی پنجہ، حنائی میں

تین

یکایک اہل چمن میں ہوا یہ شور بپا
بہار گلشن ہستی پہ لو زوال آیا
وہ پھول جس سے بسا ہے مقام کرب و بلا
قلم کریں گے اسے آج دشمنان خدا
روانگی پہ بس اب موسم بہاری ہے
گل ریاض علی پر خزاں کی باری ہے

چار

خزاں کو ناز ہے اس دور چرخ پرفن پر
کیا ہے دست درازی گلوں کے دامن پر
چلی ہے باد سمومی بہار گلشن پر
ہے آہ نالہ، سوزاں زبان سوسن پر
چمن میں چار طرف سے اداسی چھائی ہے
بہار فصل بہاری کی اب صفائی ہے

www.emarsiya.com

پانچ

نہ کیوں زمانہ ہو آنکھوں میں سب کے خاک سیاہ
عجب ہے گردش گردوں عجب یہ وقت ہے آہ
وہ پھول جس نے نہ دیکھا خزاں کی صورت گاہ
بسے وہ خار مغیلاں میں اے معاذ اللہ
جناں میں روح پیمبر نہ کیسے بیکل ہو
گل ریاض محمد ہو اور جنگل ہو

چھ

بیان حال شہادت سے ہے زباں قاصر
غم امام ہدیٰ میں شکستہ ہے خاطر
مسافران عدم کی تھی منزل آخر
تھا کوئی مونس و ہمدم نہ حامی و ناصر
تھا قحط آب سپاہ امام افضل میں
تھا شور العطشا کربلا کے جنگل میں

سات

لب فرات فروکش تھا لشکر بے دیں
تھی دور شہر سے فوج امام عرش نشیں
نہ سایہ نام کا تھا دشت کربلا میں کہیں
وہ دھوپ تیز تھی جس سے کہ تپ رہی تھی زمیں
نہ پاؤں ریگ بیاباں پہ رکھے جاتے تھے
جو چلتے تھے تو سہم کر قدم اٹھاتے تھے

www.emarsiya.com

آٹھ

وطن سے دور پریشاں سے گیسوؤں والے
تھے چلتے چلتے پڑے سب کے پاؤں میں چھالے
شکستہ قلب تھے ہر ایک ناز کے پالے
پڑے تھے باد سموم سے جان کے لالے
نہ چین روح کو تھا جان کو نہ راحت تھی
خزاں کی فصل تھی، آئی گلوں پہ آفت تھی

نو

وہ ننھے ننھے سے بچے وہ پیاس کی شدت
مسافرت کا وہ عالم وہ وادیٔ حسرت
پرایا دیس غضب ناک دشت پُر وحشت
تپش وہ تھی کہ کسی روح کو نہ تھی راحت
تھے لب سفید سبھوں کے دو چند خشکی تھی
کسی کو پیاس میں غش تھا کسی کو ہچکی تھی

دس

کوئی تو دامن صحرا کی سمت کرکے نظر
یہ عرض کرتا تھا شہ کے حضور میں آکر
یہی ہے کرب و بلا جس کو سنتے تھے اکثر
یہی ہے دیکھتے ہیں جس کو جائے خوف و خطر
شہید آل عبا کیا یہیں پہ ہوویں گے
اسی مقام پہ کیا جانیں اپنی کھوویں گے

www.emarsiya.com

گیارہ

امام خسرودیں نے کہا یہ سن کے کہ ہاں
یہیں چلیں گے لعینوں کے مجھ پہ تیغ و سناں
اسی مقام پہ لوٹیں گے سارے تشنہ دہاں
یہیں پہ چشمہ، خوں ہوگا تا زوال رواں
کرو نہ فکر کٹی منزل اب مصیبت کی
یہیں سے راہ ہے سیدھی ریاض جنت کی

بارہ

چلیں گے حلق پہ پیاسوں کے جس گھڑی خنجر
خوشی میں لوٹیں گے ہر اک زمیں پہ سر دے کر
نہ پیاس ہوگی انہیں اور نہ ہوگا رنج سفر
فضائے باغ جناں ہوگی ان کے پیش نظر
کہے گا ایک سے اک پیاس ہے تو کیا ڈر ہے
وہ خلد اور وہ طوبیٰ، وہ حوض کوثر ہے

تیرہ

یہی تھا ذکر کہ ناگہ میان دشت قتال
ہوئی یک آن میں صف بند فوج بد افعال
یہ بوے دیکھ کے ہر اک سے شاہ خوش اقبال
صفیں درست ہوں اب غازیوں کی بہر جدال
ستم شعاروں سے منظور اب لڑائی ہے
علی کے شیر کی خیبر پہ اب چڑھائی ہے

www.emarsiya.com

چودہ

کیا جو یوں شہ والا نے یک بیک ارشاد
ہوئے بغور مسلح ہر ایک نیک نہاد
قدم کو راہ رضا پر دھرے بہ شوق جہاد
کھڑے سب آکے ہوئے پیش فوج ابن زیاد
شکستہ دل، نہ پریشاں، نہ کوئی خستہ تھا
خوشی تھی مرنے کی ہر اک جواں شگفتہ تھا

پندرہ

وغا میں نیر ایماں کی ہر طرف تھی چمک
بغور دیکھ رہا تھا فلک سے مہر فلک
تھی آرہی گل جنت کی بھینی بھینی مہک
زمیں سے شور تھا صلے علیؑ کا عرش تلک
تھے کہتے سب چمنستاں بنا دیا رن کو
گل ریاض علی نے بسا دیا رن کو

سولہ

پڑا جو سرو امامت کا خاک پر سایا
چمک میں چرخ پہ ذروں سے مہر شرمایا
یہ رتبہ خاک نے جس وقت برملا پایا
زمیں سے پست ہوا عرش کا کہیں پایا
فلک سے اوج میں یکدم بلند پستی تھی
زمیں کے سامنے کرسی کے پست کرسی تھی

www.emarsiya.com

سترہ

عجب تھیں لشکر اسلام کی صفیں معقول
نہ کوئی اس میں دل افسردہ اور نہ کوئی ملول
شگفتہ رو تھے ہر اک، جس طرح شگفتہ پھول
کھلا تھا دشت میں گلدستہ ریاض بتول
مہک تھی پھولوں کی، تھی خلد کی فضا بن میں
گلوں سے عطر فشانی تھی ہر طرف رن میں

اٹھارہ

تھے قلب فوج میں جلوہ فزا جو شاہ غیور
تھا دشت نور الٰہی سے ہر طرف پرنور
لئے بشوق طلب ساغر شراب طہور
نظارہ کرتی تھیں باغ ارم سے حور و قصور
نسیم خلد کے جھونکے تھے آتے لشکر میں
تھا جوش نہر لبن میں تو موج کوثر میں

انیس

صفیں تھیں فوج کی جس جا عجب تھی واں شوکت
زمیں کی بام فلک سے بلند تھی رفعت
ملک یہ دیکھ کے کہتے تھے واہ رے قدرت
ہے ایک ایک جواں ان میں آیۂ رحمت
زمیں پہ نور خدا کی بس اب تجلی ہے
کہیں گر عرش کو اعلیٰ فقط تعلی ہے

www.emarsiya.com

بیس

جلوس شاہ میں یوں تھے ہر ایک مہ پارے
قمر کے ساتھ فلک پہ ہوں جیسے سیارے
تعجبانہ نبی جان کہتے تھے سارے
خدا کی شان کہ اترے زمیں پہ ہیں تارے
چمک جو پھیلی ہے ذرے سبھی درخشاں ہیں
جبیں پہ مہر سے چھٹ کر گرے یہ افشاں ہیں

اکیس

روانگی کا جب اس قافلہ کے وقت آیا
تو پہلے سید عالم پہ حر نثار ہوا
پھر اس کے بعد ہوا اس کا بھائی شہ پہ فدا
بڑھا کے رخش کو فرزند سوئے خلد چلا
جو چل رہی تھی ہوا گلشن شہادت کی
ہر اک نے راہ لی بس جان دے کے جنت کی

بائیس

وفا کے کوچے میں ہر ایک تھے یہ اہل کمال
نہ سمجھا پیش نظر اپنے کچھ حقیقت حال
خوشی سے راہ خدا میں گئے یہاں سے نڈھال
نہ گھر کے چھٹنے کا چہروں پہ تھا غبار ملال
ہجوم زخم سے گو سارے زخم خستہ تھے
ملی جو خلد تھی جاگیر میں شگفتہ تھے

www.emarsiya.com

تئیس

ہوئے یہ اہل وفا جب فدا تو بس اک بار
عمیر و انس و حجاج اور مالک دینار
شعیب و وہب و عمر اور شوکت و ابرار
زہیر و عامر و حر اور مسلم و عمار
لہو سے سرخ گئے دشت کارزار کیا
علی کے لال پہ ہر اک نے سر نثار کیا

چوبیس

ہر ایک ان میں ہوئے جب کہ فدیہ، شبیر
حبیب ابن مظاہر نے شہ سے کی تقریر
مجھے بھی رن کی اجازت ہو اے شہ دلگیر!
عبث ہے اس میں غلاموں کے واسطے تاخیر
ہر اک نے خدمت آقا میں نیک نامی کی
عطا غلام کو بھی ہو سند غلامی کی

پچیس

اسی طرح سے غرض سب ہوئے فدائے امام
یہاں تلک کہ عزیزوں کے بھی ہوئے گم نام
رہا نہ کوئی ہوئی فوج غازیوں کی تمام
چلے بہ سوئے حرم آہ سبط خیر انام
جلو میں ساتھ نہ عباس تھے نہ اکبر تھے
نہ عون اور نہ محمد نہ ابن شبر تھے

www.emarsiya.com

چھبیس

نگاہیں اہل حرم کی پڑیں جو سرور پر
صدائے واعطشا سے بپا ہوا محشر
سکینہ بیٹھ گئیں گود شاہ میں آکر
دکھا کے خشک زباں اپنی مضطر و ششدر
کہا کہ پیاس کی سوزش سے دل دہکتا ہے
لگی ہے آگ بدن میں جگر لہکتا ہے

ستائیس

سنی جو بالی سکینہ کی شہ نے یوں تقریر
کہا کہ ہے یہی مرضی، مالک تقدیر
لب فرات فروکش ہے لشکر بے پیر
سوال آب جو کیجے دکھاتے ہیں شمشیر
سکینہ گرچہ نہ پانی ملا تو کیا ڈر ہے
نصیب آج کے پیاسوں کو جام کوثر ہے

اٹھائیس

یہ کہہ کے بولے بصد یاس جانب خواہر
ہجوم رنج و الم سے شکستہ ہے خاطر
رہا نہ کوئی مددگار، حامی و ناصر
قریب میں بھی مروں گا یہ وقت ہے آخر
کہ پیاس میری ہے موقوف آب خنجر پر
ہر اک کو ہوگا مرا انتظار کوثر پر

www.emarsiya.com

انتیس

وصیت اتنی ہے جب میرے تن سے سر ہو جدا
نہ کہیو گریہ و زاری ، سوائے صبر و رضا
ہمارے ضبط و تحمل کو یاد رکھیو ذرا
زباں پہ شکر خدا کے سوا نہ ہو شکوا
پسند حق کو وہی ہے زباں جو شاکر ہے
خدا اسی سے رضا مند ہے جو صابر ہے

تیس

خیال آتا ہے صغریٰ کا اس مصیبت میں
وہ مبتلائے مرض اور میں اس آفت میں
سنے گی جب کہ ہوئے ذبح دشت غربت میں
کرے گی حال وہ کیا اپنا اس علالت میں
ہے خوف جان سے اپنے نہ وہ گذر جائے
عجب ہے کیا خبر قتل سن کے مرجائے

اکتیس

وفور درد و الم سے تھا دل پہ غم طاری
یہ کہتے جاتے تھے اور سیل اشک تھا جاری
کرے گا کون عزیزوں کی آہ غم خواری
مری طرح مرے بچوں کی ناز برداری
کروں سپرد کسے یاں ستم رسیدوں کو
خدا بچائے ہر آفت سے ان یتیموں کو

www.emarsiya.com

بتیس

مثال خار کلیجہ میں غم کھٹکتا ہے
جو زخم تیغ الم ہے ہر اک ٹپکتا ہے
جلن ہے نالہء سوزاں میں دل دہکتا ہے
کلیجہ خاک ہوا اب جگر لہکتا ہے
پکا ہوا ہے بدن درد و غم بہ شدت ہے
اس ایک جان پہ سو سو طرح کی آفت ہے

تینتیس

مع عزیز و اقارب وطن سے میں جس دم
چلا تھا جانب کوفہ بصد شکوہ و حشم
جلو میں یوں تھے ہوا خواہ مونس و ہمدم
شگفتہ جیسے ہو گلدستہء ریاض ارم
جدھر گذرتے تھے جس راہ سے ہم آتے تھے
درود پڑھ کے ملک آنکھیں واں بچھاتے تھے

چوتیس

رہا نہ آہ کوئی وادیء پر آفت میں
گئے یہاں سے ہر اک جان دے کے جنت میں
بس اب حسین ہے تنہا دیار غربت میں
سوائے یاس نہ ہے کوئی اب رفاقت میں
نہ عون ہے نہ محمد ہے اور نہ اکبر ہے
ہجوم زخم ہے یا جسم ابن حیدر ہے

www.emarsiya.com

پینتیس

رہا نہ پاس اب عباس سا کوئی یاور
ہوا وہ ہات سے بے ہات جا کے دریا پر
ستم ہے داغ جدائی کا دے گئے اکبر
تڑپ کے گود میں ہے ہے گذر گئے اصغر
سوال آب پہ ظالم نے یہ جفا کی تھی
وگرنہ سوچو تو بچے نے کیا خطا کی تھی

چھتیس

نہ بھولیو اسے جو کچھ بتاتے ہیں تجھکو
ہمارے بعد سکینہ کی تم خبر لیجو
طلب جو چیز کرے جس جگہ، اسے دیجو
جو سووے رات کو یہ، بیٹھ کر سحر کیجو
ہو جانتی اسے جس طرح ہم نے پالا ہے
یتیم ہوتی ہے اب اس کا غم دو بالا ہے

سینتیس

اٹھے وہاں سے یہ کہہ کر امام عرش بشیر
ہوئی ہر ایک کی حالت یہ سنتے ہی تغئیر
بپا حرم میں ہوا شور نالہ دلگیر
غم امام کہ سینوں پہ چل گئی شمشیر
کسی کو غش کا تھا عالم کسی کو سکتا تھا
ہر ایک سینہ میں بس خار غم کھٹکتا تھا

www.emarsiya.com

اڑتیس

ہوئے حرم سے بر آمد جو شاہ نیک انجام
سمند ناز کو در پر لئے کھڑا تھا غلام
بصد شکوہ و بصد شان باہزار اکرام
ہوئے سوار سر رخش سبط خیر انام
ہوا جو دشت پر انوار اک تماشا تھا
براق نور پہ نور خدا کا جلوہ تھا

انتالیس

زمیں پہ مطلع صادق کا ہر طرف تھا ظہور
نگاہ مہر تھی گردوں سے سمت شاہ غیور
وہ عزوجان ، وہ حسن ازل ، وہ جلوہء نور
کھنچا تھا صفحہء میداں میں نقش وادیء طور
جو نور حق بسر خاک جلوہ افزا تھا
زمیں پہ عرش کے کروبیاں کو دھوکا تھا

چالیس

مقر تھا مہر کہ یہ آفتاب وحدت ہیں
فلک کا قول تھا یہ نیر سعادت ہیں
ملک یہ کہتے تھے یہ ماہ برج رفعت ہیں
ندائے غیب تھی یہ میری شان رحمت ہیں
انہیں کی وجہ سے قائم بلندی و پستی
انہیں کی ذات سے سرسبز گلشن ہستی

www.emarsiya.com

اکتالیس

قدوم شاہ سے یوں تھا بلند رتبہ، خاک
زمیں کے سامنے گویا کہ گرد تھے افلاک
تھی ہر طرف کو تجلی، سید لولاک
بجی نہ مہر کی آنکھوں میں نور کی پوشاک
زمیں جو جلوہ گہ مہر بوتراب ہوئی
تو دھوپ آن کے سایہ سے فیضیاب ہوئی

بیالیس

مثال نجم جو ذرے چمکتے تھے رن میں
زمیں خزانہ، رحمت لئے تھی دامن میں
نظر بہ سوئے زمیں کرکے روز روشن میں
چھپا تھا خسرو خاور کرن کے چلمن میں
جھپکتی آنکھیں تھیں جس دم نگاہ کرتا تھا
زمیں کو دیکھ کے بس واہ واہ کرتا تھا

تنتالیس

سمند ناز کے تھا چال میں نرالا پن
جو تھا بدوش صبا تیزی، ہرن تھی ہرن
ہوائے تند کو جاتا تھا کاٹتا سن سن
دو یک قدم پہ ہوئے گرد اسپوان ختن
دکھا رہا تھا چلن میں جو حسن تیزی کو
زمیں لپٹتی تھی قدموں سے پائے بوسی کو

www.emarsiya.com

چوالیس

ہر ایک جست میں تھے نقش نعل چار ہلال
ہلال گنبد گردوں ہوا نثار ہلال !
عیاں زمیں پہ جو ہوتا تھا بار بار ہلال
فلک پہ شور تھا یوں دیکھ کر بہار ہلال
کرن کا پھول کھلا ہم سے فرد ہستی پر
یہ اوج خاک ہے چمکا ہلال پستی پر

پینتالیس

نظر کسی نے جو چلتے میں سوئے نعل کیا
نہ ٹھہری آنکھ جو پتلی کو رو میں چار کیا
نشان نعل سے گردوں کو داغ رشک دیا
ہر ایک جست میں دلدل سے اپنے داد لیا
جو پائے ناز کو رکھ کر زمیں پہ جھوم گیا
فلک سے آن کے رف رف قدم کو چوم گیا

چھیالیس

ز اوج مہر امامت بلند اختر تھا
ہر ایک عضو بدن نور سے منور تھا
ہوائے خلد تھا وہ رشک باد صرصر تھا
سبک خرام پری خو فرشتہ منظر تھا
تھی چال اسکی نرالی خدا کی قدرت تھا
دلہن کی شکل تھا گویا براق جنت تھا

www.emarsiya.com

سینتالیس

ہوئے جو رونق میدان حضرت شبیر
بصد جلال و بصد غیظ کھینچ کر شمشیر
یہ بولے جانب اعدائے دیں کہ او بے پیر
ہے وقت جنگ و جدل یا کہ ساعت تاخیر
بڑھو بڑھو کہ جو مد نظر لڑائی ہے
ادھر حسین ہے تنہا ادھر خدائی ہے

اڑتالیس

ہے کس خیال میں دریا پہ جمع فوج کثیر
سمجھتے کیا ہو کہ محتاج آب ہے شبیر
یہ بات دل سے کرو اپنے دور اے بے پیر
ہماری قدر سے واقف ہے خوب رب قدیر
کریں جو حکم روانی، بحر ہو بر میں
گہر سے دامن دریا کو بھر دیں دم بھر میں

انتاس

ہوں خاص بندہ و باری، ہوں صاحب توقیر
کیا خدا نے مرا نام عرش پر تحریر
ہے کون میرے سوا وجہ آیہ تطہیر
وہ کون ہے جسے حق نے عطا کیا شمشیر
ز تیغ قہر کہو قطع شر کیا کس نے
بشاخ شجرہ، ایماں ثمر دیا کس نے

www.emarsiya.com

پچاس

جبیں پہ صاف درخشاں ہے مہر عزو جلال
ہے اوج چرخ شرافت پہ نیر اقبال
خدا کا سر پہ ہے ہر وقت سایہء افضال
نگین تاج سر عرش ہے علی کا لال
بلند رتبہ ہوا کس کا اس کے پایہ سے
ہمائے خلد کو حاصل شرف ہے سایہ سے

اکاون

بتاؤ کفر کو حق سے جدا کیا کس نے
بتوں کو تخت سماں سے فنا کیا کس نے
لوائے شرع محمد بپا کیا کس نے
جہاں میں رونق ایماں سوا کیا کس نے
وہ کون ہے کہ جو وجہ بہار عرفاں ہے
شگفتہ کس کے قدم سے ریاض ایماں ہے

باون

شکست کس نے دیا کافروں کو خندق پر
اکھاڑا انگلیوں سے کس نے ہے در خیبر
تھی تیغ شعلہ فشاں کس کی روز جنگ بدر
وہ کون ہے کہ کیا جس نے قطع فتنہ و شر
جہاں کو کفر و ضلالت سے پاک کس نے کیا
جلا کے دفتر باطل کو خاک کس نے کیا

www.emarsiya.com

ترپن

جو کھینچو سیف الہی میان دشت مصاف
تو ہوویں درہم و برہم صفوف اہل خلاف
جبیں سے دبدہ، حیدری عیاں ہے صاف
جو دیکھیں قوم نبی جان شور ہو تا قاف
یہ کب نصیب تھی حشمت مسیح ذی شاں کو
بس آج بھول گئے شوکت سلیماں کو

چوون

ہوئے جو یوں گہر افشاں امام عرش مقام
بڑھا ادھر ہے یزید ابلمی لئے صمصام
قریب آکے کیا شیر حق پہ وار حسام
ہوا نہ شاد رہا اپنے کام سے ناکام
جو تیغ نحس نے اس دم نہ اپنا کام کیا
اجل نے قتل کا ظالم کے انتظام کیا

پچپن

لپک کے وار کیا غیظ میں جری نے ادھر
لیا لعیں نے بس اسکو سپر کے دامن پر
سپر کے پھول گرے پھل سے اس کے کٹ کٹ کر
گئی وہ سر سے چمک کر میان صدر و کمر
بس ایک وار میں قصہ کو اس کے پاک کیا
مثال دفتر باطل لعیں کو چاک کیا

www.emarsiya.com

چھپن

گرا جو پایہء نخوت سے خاک پر مغرور
بخوف جان ہوئی روح جسم سے کافور
یہ بولا دیکھ کے سالار لشکر مشہور
ہے ضرب حیدر کرار ضرب شاہ غیور
عیاں ہے زور دو عالم پہ ابن حیدر کا
مناسب اب ہے کہ حملہ ہو سارے لشکر کا

ستاون

بڑھے یہ سن کے یکایک کئی ہزار سوار
چھپا غبار کے اڑنے سے چرخ کج رفتار
ادھر تھا غیظ میں ضرغام حیدر کرار
برہنہ ہاتھ میں تھی سیف حضرت قہار
ہوا یہ شور پڑی جب کہ فوج دشمن پر
گری وہ برق جہندہ عدو کے خرمن پر

اٹھاون

غضب میں جب ادھر آئی ادھر گئی سن سے
ہزاروں دشمن دیں کے سر اڑ گئے تن سے
کبھی تھی وصل کسی کے سپر کے دامن سے
کبھی وہ کوند کے نکلی عدو کے خرمن سے
پری تھی، شعلہ تھی، برق غضب تھی، دم کش تھی
عدو کے صفحہء ہستی پہ وہ قلم کش تھی

www.emarsiya.com

انسٹھ

ہر ایک اہل زرہ کو ہلاک کرتی تھی
جلا کے قلعہ آہن کو خاک کرتی تھی
جہاں کو کفر و ضلالت سے پاک کرتی تھی
عدو کے دفتر باطل کو چاک کرتی تھی
نہ چھوڑا وادیء ہستی میں اہل نخوت کو
قلم کیا سر میدان خار بدعت کو

ساٹھ

بڑھی جو خون عدو جسم میں رہا گھٹ کر
لگا جو پھل ثمر نخل قد گرا کٹ کر
گری جو لاش زمیں پر تو غیظ میں ہٹ کر
کہا سمند سے تو اس کو رو میں سر پٹ کر
نہ خوف حق تھا نہ پاس اس کو تھا پیمبر کا
ملا دے خاک میں دشمن ہے ابن حیدر کا

اکسٹھ

گئی جو برق فشاں سر پہ شعلہ زن ٹھہری
جھکی جو ابر وئے ظالم پہ پرشکن ٹھہری
جو سنگ دل کو کیا پاش کوہ کن ٹھہری
نہا کے خوں میں جو نکلی تو گل بدن ٹھہری
برش نے یوں جو دم ضرب اپنا کام کیا
لہو سے دامن صحرا کو لالہ فام کیا

www.emarsiya.com

باسٹھ

غضب کی تیغ تھی اعدا پہ آفت آئی تھی
بغیر سر دئے کب جان کی رہائی تھی
صفوں کو کاٹ رہی تھی عجب صفائی تھی
پیام مرگ مفاجات ساتھ لائی تھی
لگی کسی کو جو اس برق کی ہوا رن میں
وہ جل کے خاک ہوا آگ لگ گئی بن میں

ترسٹھ

سپاہ شام میں وہ شعلہ رو تھی برق انداز
جلا تھا خرمن ہستی در اجل تھا باز
متاع زیست کی جانب قضا تھی دست دراز
تھے زیر دست جنہیں اپنے زور پر تھا ناز
ہر ایک خاک بسر وادی، پر آفت سے
عدم کو دیکھ رہے تھے نگاہ حسرت سے

چوسٹھ

پڑی جو رخ پہ قلم کرکے دو بدو نکلی
کماں سے دل میں گئی شکل آرزو نکلی
عدو کے جسم سے پیتی ہوئی لہو نکلی
صفوف لشکر اعدا سے سرخ رو نکلی
غضب کی چال عجب اس میں کج ادائی تھی
چمک کے آئی ادھر سے ادھر صفائی تھی

www.emarsiya.com

باسٹھ

غضب کی تیغ تھی اعدا پہ آفت آئی تھی
بغیر سر دئے کب جان کی رہائی تھی
صفوں کو کاٹ رہی تھی عجب صفائی تھی
پیام مرگ مفاجات ساتھ لائی تھی
لگی کسی کو جو اس برق کی ہوا رن میں
وہ جل کے خاک ہوا آگ لگ گئی بن میں

ترسٹھ

سپاہ شام میں وہ شعلہ رو تھی برق انداز
جلا تھا خرمن ہستی در اجل تھا باز
متاع زیست کی جانب قضا تھی دست دراز
تھے زیر دست جنہیں اپنے زور پر تھا ناز
ہر ایک خاک بسر وادیٔ پر آفت سے
عدم کو دیکھ رہے تھے نگاہ حسرت سے

چوسٹھ

پڑی جو رخ پہ قلم کرکے دو بدو نکلی
کماں سے دل میں گئی شکل آرزو نکلی
عدو کے جسم سے پیتی ہوئی لہو نکلی
صفوف لشکر اعدا سے سرخ رو نکلی
غضب کی چال عجب اس میں کج ادائی تھی
چمک کے آئی ادھر سے ادھر صفائی تھی

www.emarsiya.com

پینسٹھ

کبھی تھی شعلہ کی صورت سپر کے دامن پر
کبھی تھی مثل اجل ظالموں کی گردن پر
کبھی تھی پرچہ، الماس قلب دشمن پر
کبھی تھی صاعقہ کردار پشت توسن پر
مثال برق جب آئی زمیں پہ کوند گئی
نسیم قہر سے کشتوں کو اپنے روند گئی

چھیاسٹھ

پڑی نظر جو کسی پر وہیں نظر بدلی
براہ قہر پے قتل شعلہ رو نکلی
کبھی تو برق کی صورت میں تھی کبھی بجلی
تن عدو پہ تڑپ کر گری کبھی اچھلی
ہوا یہ شور جو بل کھاکے خوں بھری نکلی
لچک کے دامن کہسار سے پری نکلی

ستر سٹھ

یہ حال دیکھ کے تھرا رہا تھا دشت نبرد
ہر اک طرف صفت کہر باز میں تھی زرد
بخوف جاں رخ اعدا پہ اڑ رہی تھی گرد
صفوں میں آکے جسے چھو گئی ہوا وہ سرد
ہوائے قہر تھی اس کی کہ سم قاتل تھا
گیا جو بچ کے ادھر سے ادھر وہ بسمل تھا

www.emarsiya.com

اڑسٹھ

جو سرخ رو تھے لہو میں میان دشت قتال
شفق کے پردے میں گویا کہ تھا طلوع ہلال
کلام مہر تھا گردوں پہ دیکھ کر یہ جمال
جو سمجھوں اس کو مہ نو عبث ہے وہم و خیال

یہ آب و تاب نہیں یہ چمک نہیں اس میں
چمک ہو مان لیا پر لچک نہیں اس میں

انہتر

کبھی تو برق جھنڈہ سی فوج پر چمکی
جو ڈوبی چشمہء خوں میں تو موج پر چمکی
کبھی تو فرد پہ اور گاہ زوج پر چمکی
تری سے جاکے ثریا کے اوج پر چمکی

کبھی پھل اس کا لگا جاکے شاخ طوبیٰ میں
کبھی مقام تھا اس کا مقام اعلیٰ میں

ستر

لہو کو چاٹ کے غصہ میں لال تھی خونخوار
سروں کے ڈھیر تھے کشتوں کے تھے لگے انبار
جو بچ گئے تھے اس آفت سے تھے براہ فرار
کسی کو صورت سیماب تھا نہ ڈر سے قرار

بپا تھا شور کہ یا شاہ اب دہائی ہے
بچائیے کہ یہ آفت سروں پہ آئی ہے

www.emarsiya.com

اکہتر

ندائے غیب تھی پیہم کہ اے جری بس بس
شجاعت آپ پہ اب ختم ہوچکی بس بس
ہے قید دام اجل لشکر شقی بس بس
ضرور رحم ہے اے نائب علی بس بس
لڑائی دیکھ چکے صبر بھی دکھا دیجے
خوشی سے سر تہ خنجر بس اب جھکا دیجے

بہتر

پیام ذبح کو سنتے ہی سید ذی جاہ
جھکا دیا سر اقدس کہا کہ بسم اللہ
سمند ناز سے بولے ٹھہر یہیں سر راہ
قدم بڑھے نہ یہاں سے کسی طرف ناگاہ
زوال آیا شہادت کا وقت آتا ہے
حسین سجدہ خالق میں سر جھکاتا ہے

تہتر

جو شہ نے کی لب شیریں سے یوں شکر باری
سمند ناز لگا کرنے گریہ و زاری
یہ روکے کہنے لگی سیف حضرت باری
کرے گا کون غریبوں کی آہ غم خواری
جہاں سے کل کا مددگار کوچ کرتا ہے
قدم ریاض شہادت میں آہ دھرتا ہے

www.emarsiya.com

چوبہتر

ابھی میان میان آئی تھی نہ سیف خدا
ہزاروں ٹوٹ پڑے آکے شہ پہ اہل جفا
گھٹا جو شام کی اڈی علی کا چاند چھپا
ہر اک طرف ہوا تاریک دشت کرب و بلا
غم امام میں ہر سو عجیب عالم تھا
نجف میں زلزلہ یثرب میں شور ماتم تھا

پچھتر

کوئی تو زخم سناں پر لگا گیا خنجر
کسی لعیں نے کیا وار تیغ سے بڑھ کر
عیاں جو تھا تن نازک پہ زخم تیر و تبر
کھلے گلاب کے غنچے تھے جسم اطہر پر
خزاں کی شکل ہر اک سمت دشمن دیں تھے
جو ایک پھول تھا رن میں ہزار گھچیں تھے

چھہتر

جو کر رہا تھا ستم ہر طرف سے لشکر شام
زباں پہ شکر تھا اللہ رے یہ صبر امام
نہ کچھ کہا کسی ظالم کو وقت وار حسام
جھکائے سر تھے کھڑے شاد شاہ نیک انجام
نگاہ کرتے نہ تھے فوج اشقیا کی طرف
قدم تھا راہ رضا پر نظر خدا کی طرف

www.emarsiya.com

ستتر

ہزاروں ظلم تھے پر آہ تک نہ کرتے تھے
خدا کے عشق کا دم سر جھکانے بھرتے تھے
جبیں سے موتے محاسن پہ خوں جو گرتے تھے
تو مل کے عارض گلگوں میں اس کو کہتے تھے
لہو میں زخم سناں کھاکے ہم نہائیں گے
خدا کو آج یہی شکل ہم دکھائیں گے

اٹھہتر

لگے جو سینکڑوں تیروں کے تھے بدن پہ پھل
ہجوم زخم کے باعث ہوئے بہت بے کل
کہا سمند سے جھک کر کہ اے پری ہیکل
جدھر کو لاشہ اکبر ہے اس طرف لے چل
کہوں کسے نہ کوئی یار اور نہ یاور ہے
اتارنا مجھے آہستہ جسم لاغر ہے

اناسی

سمند سے شہ بیکس نے یوں جو فرمایا
تو سن کے یہ کلمہ یک بیک وہ رونے لگا
شبیہ احمد مرسل کی لاش تھی جس جا
گیا وہاں سر بالیں زمیں پہ بیٹھ گیا
اتارا پہلوئے اکبر میں ابن حیدر کو
مکین دوش محمد قسیم کوثر کو !

www.emarsiya.com

اسی

جب آئے خاک پہ پشت فرس سے شاہ حجاز
زمیں پہ رکھ کے بصد عجز آہ فرق نیاز
کیا یہ عرض بہ درگاہ حق ز سوز و گداز
حسین بندہ ء کمتر ہے تو ہی بندہ نواز
ہے آرزو کہ قبول اب یہ ہدیہ، سر ہو
زباں پہ شکر ہو جب حلق زیر خنجر ہو

اکاسی

زمیں پہ سجدہ، خالق میں تھے جو شاہ غیور
کیا لعینوں نے تیروں سے جسم پاک کو چور
مگر نہ فکر تھی کچھ اس کی تھے بہ دل مسرور
تھیں آنکھیں جام شہادت کو دیکھ کر مخمور
شہید ناز جو محو جمال باری تھا
زباں پہ اشھد ان لا الہ جاری تھا

براسی

چمک تھی زخموں میں باقی کہ شمر بد اوقات
گل ریاض علی پر ستم کیا ہیہات
ہوا یہ شور ہوئے قتل شاہ نیک صفات
بس اب خلیلؔ غم شہ میں کر بسر دن رات
غم حضور میں عمر اپنی تو بسر کر لے
صلہ اس اشک فشانی کا شہ سے کوثر لے